مولانا محمد ہدایت اللہ پسروری

اسلام عالمگیر مذہب ہے

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں گورے اور کالے اسود اور احمر سامی اور آریائی سب برابر ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے کوئی نسلی وطنی لسانی اور قومی اور خاندانی تعصبات کا قلع قمع کر دیا۔ بلال حبشیؓ، عثمان غنیؓ، صہیب رومیؓ۔ اور ابوذر غفاریؓ، اثامہ نجدیؓ اور ابوسفیان اموی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اسلام ہی ایک جامع مکمل معقول اور محفوظ دین ہے۔ جو سارے جہان، سارے زمانے اور ساری انسانی آبادی کے لیے ہے۔ اسلام ہی خدا کا وہ آخری پیغام ہے جس کے بعد کوئی پیغام نہیں۔ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لیے دستورِ حیات ہے اسلام کے بعد کوئی دین آنے والا ہے نہ شریعت کیونکہ نبوت ختم ہو چکی خاتم الانبیاء تشریف لا چکے اکمال دین اور اتمام نعمت ہو چکی۔

جب اس دین کے بعد کوئی دین نہیں اور اس قانون کے بعد کوئی خدائی قانون نہیں اور اس رسول کے بعد کوئی رسول نہیں تو ظاہر ہے بقائے حق کے لیے اس دین کا عالمگیر اور محفوظ ہونا ضروری ہے۔ عالمگیر مذہب وہ ہو سکتا ہے جو اپنی بنیادی تعلیمات میں مکمل اس کی بنیادی کتاب تحریف سے محفوظ، اس کے اصول عقل سلیم کے موافق اعتدال و توازن اور جامعیت کے حامل ہوں۔

اب ہم عالمگیر مذہب کی خصوصیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں :۔

اکمالِ دین :۔

جس طرح حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات تمام انبیائے کرام کے کمالات کو جامع ہے اسی طرح آپ کا دین بھی تمام ادیان سابقہ کی خوبیوں پر حاوی ہے۔ اور آپ کی تعلیم بھی مکمل ترین تعلیم ہے۔ زمانہ قدیم انبیاء و رسل اور عام رہنمایان اقوام کی تعلیم کا جو حصہ اس وقت دنیا میں موجود ہے۔ آپ اس سب کو دیکھ جائیے۔ کہیں بھی آپ کو ایسا مکمل لائحہ عمل نہیں ملے گا جو ہر زمانہ اور ہر مزاج کے انسانوں کی تمام

ضرورت کا پورا پورا حل پیش کر سکتا ہو۔

عیسائیت ہی کو دیکھ لیجئے جس کے پیغمبر حضرت مسیحؑ کا انجیل میں یہ ارشاد موجود ہے۔ کہ میں تم کو مکمل تعلیم نہ دے سکا۔ اور ساری صداقت و سچائی نہیں سکھا سکا۔ کیونکہ تمہارے اندر ابھی اس کے تحمل کی استعداد نہیں ہے اور تعلیم دین کی تکمیل کا کام میں آنے والے پیغمبر کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔اس موقعہ پر انجیل یوحنا کے الفاظ یہ ہیں۔ مجھے تم سے بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر ابھی تم ان کے تحمل کی استعداد نہیں رکھتے۔ جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کا پورا راستہ بتلائے گا۔

چنانچہ اسی صاف اور صحیح سچی پیشین گوئی کے مطابق خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم (جو حقیقی معنے میں روح حق ہیں) تشریف لائے اور آپ نے ان سربستہ حقائق و معارف اسرار و رموز کو دنیا کے سامنے کھول دیا۔ جن کو اب تک کسی مرسل نے واشگاف کر کے بیان نہیں کیا تھا۔ اس لیے قرآن کریم نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

ویعلّمکم الکتاب والحکمۃ ویعلّمکم مالم تکونوا تعلمون ؕ (سورۃ ۲۔۔ ۱۵۱) ہمارے رسول تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ باتیں بتاتے ہیں جن کو اب تک تم نہیں جانتے تھے۔

اسی روح حق کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو ان پر ایمان لانے کی بار بار دعوت دی تھی۔ مگر انہوں نے اس بات کو یکسر فراموش کر دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اپنے شاگردوں کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (یوحنا ۱۴ آیت ۱۶)

اب ابد تک ساتھ دینے والا مددگار سرکار دو عالم کے علاوہ کوئی نہیں۔ اسی مضمون کی تائید میں جناب مسیح کا ایک اور قول انجیل یوحنا ۱۶ آیت ۷ و ۸ میں ہے۔ میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کا قصور وار ٹھہرائے گا۔" اسی چیز کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

واذ قال عیسٰی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدیہ من التّوراۃ ومبشّراً برسولٍ

اور یاد کرو جب عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں (اور اپنے سے پہلی کتاب) توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں

من بعدی اسمہ احمد (سورۃ ۶۱: ۶) جو میرے بعد تشریف لائے گا اور اس کا نام احمد ہو گا۔

بہر حال مسیحی پیشین گوئی کے مطابق اسی روح حق کا نزول ہوا اور اس نے ان حقائق و معارف کو دنیا کے سامنے کھول دیا جو اب تک سربمہر چلے آتے تھے اور انبیاء و رسل کے بھیجنے والے نے اعلان کیا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط (سورۃ ۵: ۳)
میں نے آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی۔ (اور ہمیشہ کے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے)۔

ذوالحجہ نویں تاریخ تھی حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک لاکھ فدائیوں کے ساتھ عرفات کے میدان میں مراسم حج ادا فرما رہے تھے۔ کہ تکمیل دین کی یہ زندہ جاوید نوید آپ کو پہنچی۔ اور اسی وقت عرفات کی بلند ترین پہاڑی (کوہِ رحمت) پر چڑھ کر آپ نے امت کو یہ مژدہ جانفزا سنایا اور اس مقدس ترین مجمع کو شاہد بنا کر جس سے بہتر مجمع کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا۔ خدا کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا۔ کہ ہدایت و سعادت جس حقیقت کا نام ہے اور دین حق کا اطلاق جس چیز پر ہوتا ہے۔ وہ بتمام و کمال حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وساطت سے پہنچا دی گئی ہے۔ اور جو قانونِ حیات پہلے انبیاء کے واسطہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے تم کو بتایا جا رہا تھا اب وہ اتمام و اکمال کو پہنچ گیا۔ اور معرفت الٰہی اور علم حق کا جو نصاب اب تک نامکمل تھا وہ آج مکمل کر دیا گیا اور اب اس سلسلہ کی کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہی جس کی تعلیم کے لیے کسی اور نبی اور رسول صلعم کے آنے کی حاجت باقی ہو۔

زمانہ سابقہ کے انبیاء اور پیشوایانِ اقوام کی تعلیم کا جو ذخیرہ اس وقت دنیا میں موجود ہے۔ اس میں حق و صداقت، علم و معرفت، خیر و صلاح، حسن و معاملت کے جتنے پاکیزہ نمونے آپ کو مل سکتے ہیں۔ وہ سب حضرت ختمی مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں کچھ مزید محاسن کے ساتھ موجود ہیں۔ اور اسی کے ساتھ علم حق، عمل صالح اور اصول خیر کا ایک وافر حصہ یہاں ایسا بھی ملتا ہے۔ جس سے دنیا کے دفاتر خالی ہیں۔ اور بجز تعلیمات محمدیہ کے کسی دوسری جگہ اس کا نام و نشان نہیں۔

ہم تو کہتے ہیں کہ انسان کی ہدایت اور اس کی صلاح و فلاح کے سلسلہ میں زیادہ غور و فکر اور تلاش و جستجو کے بعد جو کوئی بات انسان نکال سکتا ہے۔ وہ ضرور اسلام میں موجود ہے۔ اور گویا اب ایسی بات واقعی نہیں رہی۔ جس کا تعلق بنی آدم کی اصلاح و تربیت کے ساتھ ہو اور وہ اسلام سے باہر ہو۔

الغرض جملہ ابواب خیرات و برکات کو حاوی ہے۔ اور انسان کی اعلےٰ ترقیات کے لیے مکمل قانون اور کامیاب عمل اور اس پر کسی اضافہ کا کوئی امکان نہیں۔

اسلام کی اس خصوصیت و کمال کا اعتراف مخالفین اسلام نے بھی کھلے الفاظ میں کیا ہے ۔ چنانچہ جرمن کے مشہور فاضل اور مستشرق علامہ جوآکیم دی لدالف کہتے ہیں کہ اقوام عالم کو اس بارے میں مسلمانوں پر رشک کرنا چاہیے کہ اسلامی تعلیم کی بہتری فضیلت اور قدرومنزلت بالکل روشن ہے ۔ وہ ایک کامل مذہب ہے اور اس کی تعلیم بالکل خالص ہے اگر اسلامی تہذیب کی روشنی دنیا میں جلوہ افگن نہ ہوتی ۔ تو ہماری کیا کیفیت ہوتی ۔ اس احسان مندی کے لحاظ سے دنیا پر واجب ہے کہ پیغمبر اسلام نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر دنیا پر ڈالا ہے ۔ اس کو کبھی فراموش نہ کرے ۔
(بحوالہ شہادت الاقوام علی صدق الاسلام مولنا تھانوی) ۔

موسیو ن راس تھرنج لکھتے ہیں کہ اسلام ایک جامع الکمالات قانون ہے جس کو انسانی طبعی اقتصادی اور اخلاقی قانون کہنا بالکل بجا ہے ۔ زمانہ حال میں جتنے قوانین نوع انسانی کی فلاح کے لیے وضع کیے گئے ہیں وہ سب اس مقدس مذہب میں سب سے پہلے موجود ہیں ۔ (بحوالہ ایضاً) ۔

اسی لیے اسلام کی موجودگی میں کوئی دین قابل قبول نہیں ہوسکتا ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (سورۃ ۳: ۸۵) کیونکہ اللہ کے نزدیک معتبر دین اسلام ہی ہے ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ؕ (سورۃ ۳: ۱۹)

دعوئے عالمگیری :-

حضور پُر نور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی خاص طبقہ کسی خاص قوم کسی خاص ملک اور کسی خاص علاقے سے مخصوص نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا ۔

وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیرًا ونذیرًا ؕ (سورۃ ۳۴: ۲۹)

اور اسے رسول نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے ۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے ۔ کسی نے یہ دعوے نہیں کیا ۔ بلکہ اس کے برعکس ان کا اعلان تھا کہ ہمارا حلقۂ دعوت محدود ہے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے جلیل القدر پیغمبر اور اسرائیلی سلسلہ نبوت میں امتیازی شان کے مالک ہیں ۔ ان کی شریعت ایک قانونی اور بلاشبہ اور بہت سے دوسری شریعتوں کے لحاظ سے مکمل ہے ۔ حتے کہ امت عیسوی کا عمل درآمد بھی اسی پر ہے ۔ اس کے باوجود انھوں نے تصریح فرمادی ۔ کہ میری شریعت صرف خاندان بنی اسرائیل کے لیے ہے ۔ چنانچہ ان کی پانچوں اور آخری کتاب استثنا میں ہے ۔ موسیٰ نے ہم کو ایک شریعت عطا فرمائی جو کہ یعقوب کی جماعت کی میراث ہو ۔ کتاب استثناء ۳۳ آیت ۴ ۔

اسی لیے یہودیت کا آج بھی یہ اصول ہے ۔ کہ کوئی غیر یہودی النسل شخص یہودی مذہب میں

داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ "میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" انجیل متی باب ۱۵ آیت ۲۵۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان بارہ شاگردوں کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ انجیل متی باب ۱۰ آیت ۵ تا ۸۔

جب حضرت مسیح نے خود اعتراف کیا ہے۔ کہ میری نبوت کا دائرہ نبی اسرائیل تک محدود ہے تو پھر عیسائی مبلغین کا نبی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کو دعوتِ عیسائیت دینا یسوع مسیح کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح دیگر انبیائے کرام بلکہ تمام اقوام کے مذہبی رہنماؤں کی تعلیمات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی اپنی تعلیم کی ہمہ گیری کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور ان کی تبلیغی سرگرمیاں کسی حد تک محدود رہیں۔ اور چاہیئے بھی یہی تھا کیونکہ ان کے پاس جو لائحہ عمل تھا۔ اس میں عالمگیری کی صلاحیت نہ تھی اور نہ وہ یکساں طور پر بنی آدم کے تمام طبقوں کے لیے قابل عمل تھا۔ ہر حال طبقہ انبیاء و مصلحین میں صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جنہوں نے خدا کے حکم سے دعویٰ کیا کہ میری دعوت تمام نوع انسانی کے لیے اور میرا لایا ہوا قانون تمام بنی آدم کے لیے ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد موجود ہے۔

قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا ؕ (سورۃ ۷: ۱۵۸) — اے میرے حبیب کہہ دیجئے۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آیت کریمہ میں ہر خاص و عام، ہر امیر و فقیر، ہر عربی و عجمی، ہر امی و حبشی، ہر ہندی و سندھی کے لیے اعلان ہے "الیکم" کے مخاطب کل بنی نوع انسان ہیں۔ کسی قوم کسی وطن کسی زمانہ کسی گروہ کسی خاندان کی کوئی تخصیص و امتیاز نہیں۔ ایک اور مقام پر قرآن کریم میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

یاایھا النّاس قد جاءکم الرّسول من ربکم ؕ (سورۃ ۴: ۷) — اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے رسول تمہارے پاس آیا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

تبارک الذی نزّل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرًا ۥ (سورۃ ۲۵: ۱) — پاک ہے جس نے حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب اپنے خاص بندے پر اتاری۔ تاکہ تمام اہل دنیا کے لیے "تنبیہ کرنے والا ہو"

ایک اور مقام پر ہے۔

وما ارسلناك الا رحمۃً للعالمین ہ (سورۃ ۲۱ : ۱۰۷)
ہم نے آپ کو ساری دنیا کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

بیان کردہ آیات اسلام دعویٰ عالمگیریت کی واضح اور روشن دلیلیں ہیں ۔

عالمین کے لفظ سے اسلام کی عالمگیریت پر استدلال :۔

اسلام کے عالمگیر اور تمام دنیا کے مذہب ہونے پر اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس کا معبود اور خدا وہ ہے جو تمام جہان کا پالنے والا ہے جس کے سامنے تمام انسان مخلوق ہونے کی حیثیت سے برابر ہیں ۔ وہ اسلام جس کا معبود رب العالمین ہے ۔ تو اس کا پیغمبر رحمۃ العالمین ہے ۔ یعنے وہ پیغمبر جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے ان کی رحمت ان کی خیر خواہی کسی خاص قوم یا ملک سے مختص نہیں بلکہ اللہ تعالٰے کی ربوبیت عامہ کی طرح اس کے حبیب حضرت محمد الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت بھی عام ہے ۔ ہر وہ چیز جو خداوند کریم کی مربوب ہے وہ سرکار دو عالم کی مرحوم ہے ۔ جیسے کوئی ذرہ کائنات خدا کی ربوبیت سے محروم نہیں ۔ اسی طرح کائنات عالم کا کوئی ذرہ حضور کی رحمت سے خالی نہیں ۔ جس طرح خدا کی ربوبیت اور حضور کی رحمت ساری دنیا کے لیے ہے اسی طرح قرآن کریم بھی ذکر اللعلمین ہے ۔ یعنی تمام دنیا کے لیے نصیحت ۔ اس میں بھی کسی قوم یا ملک یا زمانہ کی قید نہیں ۔ بلکہ دنیا کا ہر ایک انسان خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو ۔

قرآن کریم میں اس کے لیے نصیحت نامہ ہے ۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس کا قبلہ جس کی طرف منہ کر کے تمام دنیا کے انسان نماز پڑھتے ہیں ۔ ھدًی للعالمین ہے ۔ یعنی تمام جہان والوں کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہے ۔ اب بتائیے اسلام سے زیادہ عالمگیر، دنیا میں کون سا مذہب ہو سکتا ہے ۔ کہ جس کے ماننے سے اسلام کے نام کی طرح سلامتی اور چین کا دور دورہ ہو جائے ۔ کیونکہ دنیا کے لوگ جب ایک خدا کے بندے ایک رسول کی امت ایک کتاب ایک قانون شریعت کو ماننے والے اور ایک مرکز کی طرف متوجہ ہونے والے ہوں وہ خدا اور رسول اور کتاب امام قبلہ کو خود تمام دنیا کے لیے ہونے کا دعوے بھی کرتے ہیں ۔ مرکز اسلام کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ان اول بیت وضع للناس ببکۃ مبارکا وھدًی للعالمین سورۃ ۳:۹۶ قرآن کریم کے متعلق ان ھو الا ذکر للعالمین ہ رسول کریم کے متعلق وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین ہ اللہ کے متعلق الحمد للہ رب العالمین ہ

جب مرکز اسلام کی ہدایت عالمگیر اسلام کی مقدس کتاب قرآن پاک کی نصیحت عالمگیر پیغمبر اسلام کی رحمت عالمگیر اور خالق کائنات کی ربوبیت عالمگیر ہے ۔ تو اسلام کیونکر عالمگیر مذہب نہ ہوگا ۔

رحمۃ العالمین :-

جب نبی کریم جملہ عالم کے لیے رحمت ہیں تو ان کی رسالت بھی ساری دنیا کے لیے ہو گی۔ کیونکہ نبی اکرم من جہت رسالت رحمۃ اللعلمین ہیں۔ جب رحمت ہمہ گیر ہے تو رسالت ہمہ گیر ہو گی اور رحمۃ اللعلمین وہی ذات ہو سکتی ہے جو اہل عالم بلکہ عالم در عالم کی بہبود و سود و رفاہ و فلاح خیر و صلاح عروج و ارتقاء صف و بہلکے لیے بلا شائبہ غرض اور بلا امیزش طبع اپنی مقدس زندگی کو صرف کر دے۔ جو بندوں کو خدا سے ملا دے۔ جو حسن الوہیت کے جلوے انسانوں کو دکھلا دے۔ جو دلوں کو پاک اور ارواح کو روشن، دماغوں کو درست طبائع کو ہموار کرے۔ جو حکیمانہ تعلیم کی وجہ سے امن عامہ کو مستحکم اور مصلحت عام کو استوار کرے۔ جو غریبی اور امیری۔ جوانی و پیری، امن و جنگ، گدائی و بادشاہی، مستی و پارسائی، رنج و راحت، حزن و مسرت کے ہر مقام بر درجہ پر انسان کی رہنمائی کرے۔ جو آسمانوں کی بلندی، زمین کی پستی، رات کی تاریکی، دن کی روشنی، آفتاب کی چمک جگنو کی دمک، ذرہ کی پرواز، قطرے کی طروات میں عرفان ربانی کی سیر کرائے جو خشک میدانوں میں علم و معرفت کے دریا بہائے۔ جو بنجر زمینوں سے کتاب و حکمت کے چشمے چلائے۔ جو دشمنوں کو اپنے مکارم اخلاق کی وجہ سے اپنا گرویدہ بنائے۔ جو اخلاص و صدق کا منبع ہو۔ جو صبر و تحمل کا معدن ہو جو خاکساری اور انکساری کا نمونہ ہو۔ جو رحمت ربانی کا پتلا ہو۔ وہ رحمۃ اللعالمین کافۃ للناس اور مرسل الی کل اسود و احمر مبعوث الی الخلق ہوگا عالمگیر مذہب کا بانی نہ ہو تو پھر ان صفات کے جامع کا اور کیا نام ہو گا۔ ہاں عالمگیر رسول اور عالمین رحمت کا مالک وہی ہو گا جس نے ملکوں کی دوری اقوام و ملل کی بیگانگی کا تفاوت زبانوں اور رنگوں کا تباین دور کر کے سب کے دلوں میں ایک ولولہ سب کے دماغوں میں ایک ہی تصور سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا ہو۔ (از رحمۃ اللعالمین)

اسلام کی عالمگیریت غیروں کی نظر میں :-

دی پریچنگ آف اسلام کے مصنف ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ لکھتا ہے۔ اسلام کا پیغام صرف ملک عرب کے لیے ہی نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا۔ چونکہ خدا واحد تھا۔ اس لیے مذہب واحد جس میں شرکت کے لیے سب آدمی بلائے جائیں۔

اسلام کا یہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہے اور سب آدمیوں اور قوموں پر حاوی ہے۔ اس کی عملی مثال ان مکتوبات میں ملتی ہے۔ جو رسول اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) سنہ ۶ھ میں اس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام بھیجے۔ اسی بات کو ڈاکٹر و ڈبلیو لیسٹ نر نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ پیغمبر اسلام نے دین ابراہیمی کی برکات کی

طرف اپنی قوم یعنی عرب تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ساری دنیا کے لیے عام اور اس طرح اعلیٰ تہذیب و تمدن کا دروازہ ان کروڑوں انسانوں کے لیے کھول دیا جو بصورت دیگر حیوانیت کی غاروں میں پڑے رہتے یا اس اخوت سے محروم رہتے جن کی حیثیت اسلام میں محض قولی نہیں بلکہ عملی بھی ہے۔"

محفوظیت:۔

چونکہ دین اسلام مکمل قانون اور تمام نوع انسانی کے لیے واجب العمل ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی تحریف و تبدیل تنسیخ و تنقیح سے ابد الآباد تک کے لیے محفوظ کر دیا جائے۔ چنانچہ خود اس کے نازل کرنے والے ہی نے اس کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے لی اور یہ اعلان فرمایا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱۵﴾

ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی ضرور بضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

یہ صرف انا لہ لحافظون ہی کا کرشمہ ہے۔ کہ آج تقریباً چودہ سو سال کا زمانہ گذر جانے کے بعد قرآن کریم کا ایک ایک حرف بلکہ زیر و زبر بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح اس وقت جبکہ نازل ہوا تھا۔ دینی انحطاط کے اس دور میں لاکھوں سے زیادہ قرآن کریم کے حفاظ موجود ہیں اور ہزاروں سے زیادہ ایسے اہل علم بھی پائے جاتے ہیں جو برجستہ بتا سکتے ہیں کہ فلاں حرف قرآن کریم میں کتنی جگہ آیا ہے۔ اور فلاں اتنی جگہ۔ اور اگر کوئی بڑی سے بڑی دشمن اسلام طاقت اس میں ایک حرف بھی کم و بیش کرنا چاہے تو اس میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لیے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿سورۃ ۴۱: ۴۲﴾

نہیں آ سکتا اس کتاب میں باطل آگے کی طرف سے اور نہ پیچھے کی طرف سے اتری ہے دانشمند اور ستودہ صفات سے۔

ایک یہودی مامون الرشید کے دربار میں آیا۔ اور بہت عمدہ گفتگو کی جس کی وجہ سے مامون الرشید کے دل میں اس کی وقعت قائم ہو گئی۔ اور مامون نے از راہِ محبت و ہمدردی اس کو دین اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہ اس وقت اسلام نہ لایا پھر اگلے سال مسلمان ہو کر آیا۔ مامون نے پوچھا کہ کون سی چیز تمہارے اسلام لانے کا باعث ہوئی اس نے عرض کیا کہ جب میں آپ کے پاس سے لوٹ کر گیا۔ تو میں نے ادیان مروجہ کو جانچا اور یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ پہلے میں نے توراۃ کے تین نسخے لکھے۔ ان میں اپنی طرف سے کچھ کمی اور کچھ زیادتی بھی کر دی اور میں ان کو لے کر کلیسا میں گیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے ان کو بے تکلف خرید لیا۔ پھر اسی طرح میں نے انجیل کے بھی تین نسخے لکھے اور ان میں بھی اپنی طرف سے گھٹا بڑھا دیا۔ اور ان کو لے کر گرجا پہنچا۔ پادریوں نے وہ تینوں نسخے مجھ سے بے تکلف خرید لیے

پھر اسی طرح میں نے قرآن کے بھی تین نسخے تیار کیے اور ان میں بھی کچھ کمی بیشی کر دی۔ اور میں ان کو لے کر کتب فروشوں میں پہنچا۔ انہوں نے ورق گردانی کر کے ان کو خوب دیکھا بھالا اور جب انہیں میری کارستانی کا حال معلوم ہوا تو تینوں نسخوں کو پھینک دیا اور کسی نے نہیں خریدا۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ بس یہی ایک کتاب تبدیل و تحریف سے محفوظ ہے اور اس آزمائش کے بعد میں نے اسلام قبول کر لیا۔ (زرقانی جلد پنجم صفحہ ۳۲۵)

آج دنیا بھر کی کتابوں میں صرف قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کے دنیا میں آنے کے وقت اسے لے کر اب تک **علی التسلسل** لاتعداد حفاظ موجود رہے۔ اور آج بھی مسلمانوں کی کوئی ایسی آبادی نہیں۔ جس میں بکثرت حفاظ موجود نہ ہوں۔ اگر خدانخواستہ تمام مذہبی کتابیں دنیا سے فنا کر دی جائیں۔ تو صرف ایک قرآن مجید ہی ہو گا۔ جس کے بے شمار نسخے آن واحد میں امانت دار سینوں سے باہر نکل کر اہل دنیا کی رہنمائی کر سکیں گے۔

قرآن کریم کی محفوظیت سے فضلائے یورپ بھی حیران ہیں۔ چنانچہ یورپ کے مشہور انگریز سر ولیم میور اپنی کتاب **لائف آف محمدؐ** کے دیباچہ میں لکھتا ہے۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں۔ دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک چلی آتی ہے۔

معقولیت:۔

انسان کا امتیازی وصف عقل ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو عام حیوانات سے امتیاز حاصل ہے۔ اور جس کی وجہ سے صحیح اور غلط حق و باطل اچھے اور برے کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے۔ عقل انسانی بھی فطرت انسانی کی طرح عالمگیر ہے۔

لہذا خالق کائنات نے انسانی فلاح و صلاح کے لیے جو عالمگیر دین متعین کیا ہے۔ اس کے لیے بھی ضروری ہے۔ کہ اس دین کے قواعد و ضوابط، اصول و قوانین معقول اور عقل انسانی کے موافق ہوں تاکہ انسان اس کو قبول کر سکے۔ مگر اسلام کے سوا کوئی مذہب کوئی دین ایسا نہیں۔ **جس کے اصول قوانین** معقول ہوں۔ مثلاً انسان کو خدائی میں اللہ کا شریک کر دینا یا کسی انسان کو خدا بنا لینا۔ **جیسا کہ** بدھ مت میں مہاتما بدھ اور ہندو مذہب نے برہمہ وشنو اور مہادیو کا بھی تصور پیش ہے بلکہ ان کے سوا لاکھوں اور کروڑوں دیوتاؤں کو بھی خدائی درجے پر فائز کر دیا گیا ہے حالانکہ ان کے پاس ان ہستیوں کو خدا کے اس منصب رفیع پر فائز کرنے کا نہ صرف یہ کہ کوئی عقلی ثبوت نہیں بلکہ ان کے خلاف عقلی دلائل موجود ہیں۔ تقریباً یہی تصور یہودیت اور عیسائیت میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں اور عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہی تصور پیش کیا یہودیوں کی تعلیمات خدا کے متعلق اس قدر بعید از عقل ہیں۔ کہ کوئی عقل مند انسان ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔

تورات کتاب پیدائش کے باب ۳۲ آیت ۲۴ میں ہے۔ یعقوب سے صبح تک تمام رات خدا کشتی کرتا رہا ہے۔ اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت لیے جانے نہ دیا"

ایک اور مقام پر تورات میں ہے۔ خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا"

(تورات پیدائش باب ۶ آیت ۵ اور ۶) دونوں عبارتوں سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ یہودیوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا عاجز، بے بس اور جاہل ہے۔ کیا خدا کے متعلق یہ تصور معقول ہو سکتا ہے؟ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جناب مسیح خدا بھی ہیں۔ اور یہودیوں کے ہاتھوں سولی بھی دیئے گئے۔ اور "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہہ کر زار و قطار روتے رہے۔ یہ عقیدہ ضالہ متضاد باتوں کا نامعقول مجموعہ ہے۔ ایک طرف تو جناب مسیح علیہ السلام کو محتاج اور مجبور مانا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف ان کو خدا تسلیم کیا جانا انتہائی نامعقول نظریہ ہے۔ اسی طرح عیسائیت کا عقیدہ تثلیث وغیرہ سب عقل سلیم کے خلاف ہیں۔

اس کے خلاف عقل سلیم کے عین مطابق عقیدہ توحید نظام عالم کی وحدت و یکسانیت سے صاف ظاہر ہے کہ صرف ایک قوت اس نظام کو چلا رہی ہے۔ اس میں اس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی سہیم اسی طرح اسلام کے تمام عقائد و اعمال اصول و فروع عبادات و معاملات معقولانہ اور حکیمانہ ہیں۔

اسلام کی معقولیت غیروں کی نظر میں :-

مسٹر گبن نے تاریخ روما کی جلد پنجم باب ۵۰ میں لکھتا ہے: "وہ شریعت اسلام ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز میں مرتب ہے۔ کہ سارے جہان میں اس کی نظر نہیں مل سکتی۔ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے مستشرق گاڈفری ہیگنس لکھتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو بانی اسلام کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو۔ جب ایک فلسفی اور حکیم سب مذاہب پر غور کرتا ہے۔ تو دین اسلام کی خوبی و سادگی کو دیکھ کر دل ہی دل میں پشیمان ہوتا ہے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہیں۔ مجھ کو کوئی مذہب ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ جو سخت خرافات اور پیچیدہ مسائل پر مشتمل نہ ہو۔ مگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مذہب بہت سادہ اور حکیمانہ ہے۔ (بحوالہ شہادت الاقوام علے صدق الاسلام)۔

اعتدال اور توازن :۔

عالمگیر مذہب کا قانون نہ زیادہ سخت اور نہ زیادہ نرم ہونا چاہیئے۔ بلکہ حد اعتدال پر ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ انتہائی سختی اور انتہائی نرمی دفع وقتی کے لیے ہوا کرتی ہے۔ ہمہ وقتی کے لیے نہیں۔ یہ خصوصیت صرف تعلیمات اسلامیہ ہی میں پائی جاتی ہے۔ یہودیت اور مسیحیت کے قوانین میں نہیں کیونکہ تورات کے احکام اور قوانین اس قدر سخت ہیں کہ وہ بہت مدت تک زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ یہاں تک سختی تھی کہ اگر کوئی کپڑا ناپاک ہو جاتا تو وہ دھلنے سے پاک نہ ہوتا۔ بلکہ اس کو وہاں سے کاٹ کر پاک کرنے کا حکم تھا۔ کبیرہ گناہوں کی توبہ قتل نفس کی صورت میں کی جاتی۔

اس کے برعکس انجیل کے احکام و قوانین بہت حد تک نرم اور لچک دار تھے۔ جو زمانہ دراز تک انسانی مصلحتوں کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھے۔ انجیل کا حکم ہے کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ دور حاضر کی رو سے یہ حکم بالکل ناقابل عمل ہے۔ آج دنیائے عیسائیت میں کوئی شخص اس حکم پر عمل کرتے ہوئے نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس حکم کے خلاف امریکہ اور ویت نام میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کیونکہ دنیا کا انتظام و انصرام نہ ہو تو زیادہ سختی سے قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی زیادہ نرمی سے اگر بادشاہ کے قوانین بہت سخت ہوں۔ تو عوام آخر تنگ آکر علم بغاوت بلند کر دیتے ہیں۔ اور اگر احکام و قوانین بہت نرم قسم کے ہوں مجرم اس قدر دلیر ہو جاتے ہیں کہ بادشاہ کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس لیے عالمگیر مذہب کا قانون متوازن معتدل ہونا ضروری ہے۔ تاکہ وہ قانون آخری زمانہ تک ساتھ دے سکے۔

تورات کے احکام کی سختی انجیل کی قوانین کی نرمی ہی تھی۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان احکام پر عمل درآمد کرانے کے لیے ایک خاص قوم کو نہایت قلیل اور محدود وقت کے لیے منتخب فرمایا۔ آخر کار اللہ تبارک و تعالےٰ ان کے زمانہ کے اختتام پر قرآن پاک جیسی کتاب جس کا قانون اعتدال اور موزونیت کے ترازو میں تلا ہوا ہے۔ نازل فرمائی۔ اور اسے اپنے آخری پیغمبر ختمی مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آخری کتاب ٹھہرایا۔

یہی وجہ ہے کہ آج اگلی کتاب کے ماننے والے اگر تمہاری ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے آگے کر دینے کے صریح حکم مگر حد اعتدال سے تجاوز قانون کو چھوڑ کر قرآن کریم معتدل تعلیم والجروح قصاص فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ پر عمل کرتے نظر آتے ہیں۔

جامعیت :-

انسان کو زندگی میں بے شمار مسائل پیش آتے ہیں۔ اس لیے عالمگیر مذہب وہ ہی ہو سکتا ہے۔ جس میں ہر قسم کے مسائل کا حل موجود ہے۔ خواہ وہ مسائل اعتقادی ہوں۔ یا عباداتی یا معاشرتی ہوں یا سیاسی تمام شعبہ ہائے حیات انسانی کے لیے اس دین میں اور کامل ہدایات موجود ہوں۔ وہ مذہب امیر وغریب، شاہ و گدا ادنےٰ داعلےٰ سب کے لیے بیک وقت رہنمائی کرتا ہو۔ اس میں فقط مذہبی رسومات ہی نہ ہوں بلکہ پوری زندگی کا دستورالعمل بھی ہونا ضروری ہے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے لیے حکیمانہ قوانین موجود ہوں اور فطرت صحیحہ کے اقتضا کے عین موافق ہوں۔ جب ہم اس معیار پر ادیان عالم کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اسلام کے سوا ہمیں کوئی ایسا مذہب نہیں ملتا جو اس معیار پر پورا اترتا ہو۔ اس لیے بہت سے مخالفین اسلام نے واشگاف الفاظ میں اسلام کے قوانین کی جامعیت کو تسلیم کیا ہے۔ انگلستان انگلستان کے نامور ڈاکٹر گبن اپنی مشہور تصنیف سلطنت روما کا انحطاط و زوال کی جلد پنجم باب ۵۰ میں لکھتا ہے۔ کہ قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک مان لیا ہے۔ کہ یہ پارلیمنٹ کی روح اور قانون اساسی ہے۔ اور صرف اصول مذہب ہی کے لیے نہیں۔ بلکہ احکام و تعزیرات تمدن اور قوانین کے لیے بھی ہے جن پر نظام عالم کا مدار ہے۔ جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے۔ اور جن کو حیات اجتماعی کی ترتیب سے تعلق ہے

حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ اور وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاد سے لے کر چھوٹے چھوٹے فقیر و گدا کے لیے مسائل رکھتی ہے۔ یہ وہ وہ شریعت ہے جو ایسے دانش مندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی۔ کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکی۔ بحوالہ (شہادت الاقوام علےٰ صدق الاسلام)

مسٹر ڈیون پورٹ اپنی کتاب "محمد اور قرآن" میں لکھتا ہے اردو کے الفاظ یہ ہیں۔

قرآن عام انسانی کا ایک مشترکہ قانون ہے یہ معاشی اور معاشرتی ملکی و تجارتی فوجی و عدالتی اور تہذیبی معاملات پر حاوی ہے لیکن بایں ہمہ ایک مذہبی ضابطہ ہے اس میں ہر چیز کو باقاعدہ بنایا ہے مذہبی رسوم سے لے کر حیات روزمرہ کے افعال تک اور روحانی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک اجتماعی حقوق سے لے کر انفرادی حقوق تک دنیوی سزا سے لے کر اخروی عقوبت تک تمام امور کو سلک ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے۔